روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۹۰ | منگل - ۲۳ رجب - ۱۴۱۵ھ ۲۷- فتح ۱۳۷۳ ھش ۲۷- دسمبر ۱۹۹۴ء

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اتفاقی طور سے دنیا میں کوئی چیز نہیں- اگر خدا تعالیٰ کا ذرہ ذرہ پر تصرف تام اور اقتدار نہ ہو تو وہ خدا ہی کیا ہوا- اور دعا کی قبولیت کی اس سے کیا امید ہو سکتی ہے؟ اور حقیقت یہی ہے کہ وہ ہوا کو جدھر چاہے اور جب چاہے چلا سکتا ہے اور جب ارادہ کرے بند کر سکتا ہے- اسی کے ہاتھ میں پانی اور پانیوں کے سمندر ہیں جب چاہے جوش زن کر دے اور جب چاہے ساکن کر دے وہ ذرہ ذرہ پر قادر اور مقتدر خدا ہے- اس کے تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں- وہ جنہوں نے دعا سے انکار ہی کر دیا ہے- ان کو بھی یہی مشکلات پیش آئے ہیں کہ انہوں نے خدا کو ہر ذرّہ پر قادر مطلق نہ جانا اور اکثر واقعات کو اتفاقی مانا- اتفاق کچھ بھی نہیں- بلکہ جو ہوتا ہے اور اگر پتہ بھی درخت سے گرتا ہے تو وہ بھی خدا تعالیٰ کے ارادے اور حکمت سے گرتا ہے اور یہ سب ملائکہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے اشارے سے کام کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں لگائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے سچے فرمانبردار اور اسی کی رضا کے خواہاں ہوتے ہیں جو خدا کا بن جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ سب کچھ عطا کرتا ہے-

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

(ملفوظات جلد سوم ص ۲۴۳)

جمال احمد ملک اللہ کو پیارے ہوگئے

○ مکرم ڈاکٹر عبد الخالق صاحب خالد تحریر کرتے ہیں-

نہایت افسوس اور دکھ کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ عزیز مکرم جمال احمد ملک صاحب جو مکرم رشید احمد ملک صاحب (وفات یافتہ) کے جواں سال بیٹے تھے بعمر ۲۱ سال ۲۴- دسمبر ۹۴ء صبح اڑھائی بجے انتقال کر گئے-

عزیزم ۲۳- دسمبر ۹۴ء کو بھوانہ کے قریب ایک گاؤں میں شادی کی ایک تقریب میں شرکت کے لئے گئے ہوئے تھے- وہاں گھوڑ سواری کے دوران گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے- سر پر شدید چوٹ آئی اور اسی چوٹ کے باعث رات کو الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں مولائے حقیقی سے جا ملے- یہ واقعہ اس لحاظ سے بھی افسوسناک ہے کہ عزیز کے والد رشید احمد ملک صاحب بھی ۲۴- دسمبر ۱۹۸۷ء کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی کے دوران سر کی شدید چوٹ سے انتقال کر گئے تھے-

عزیز کی جنازہ ۲۴- دسمبر بعد از عشاء بیت مبارک ربوہ میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی جس میں احباب کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی- نماز جنازہ کے بعد قبرستان عام کے قطعہ نمبر ۱ میں تدفین عمل میں آئی- تدفین کے بعد مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے دعا کروائی-

عزیز جمال احمد ملک بی ایس سی کرنے کے بعد آج کل لاہور میں ایم بی اے کے داخلہ کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے- آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے- نہایت پیار کرنے والے' ہونہار' ذہین' خوبصورت اور خوب سیرت ہونے کے ساتھ ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے بہت اچھے کارکن تھے-

احباب کرام دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے ان کی والدہ محترمہ و دیگر عزیز و اقارب کو اپنے فضل سے صبر اور حوصلہ عطا کرے- آمین-

درخواست دعا

○ محترمہ عالم بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری فضل الدین صاحب ریلوے روڈ ربوہ جو کہ مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب عارف مربی سلسلہ احمدیہ کی والدہ ہیں چند روز سے شدید بیمار ہیں- ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے-

غیبت بہت بڑا گناہ ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

غیبت کے موضوع پر مختلف احادیث پر نظر رکھ کر جو قطعی نتیجہ نکلتا ہے وہ یہی ہے کہ اس نیت سے خواہ برائی کی تلاش کی جائے یا برائی اتفاقاً نظر کے سامنے آجائے اور پھر اس نیت سے ان باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے کہ جس کے متعلق بیان کیا جا رہا ہے اس پر بیان کرنے والے کو ایک قسم کی فوقیت مل جائے- کہ دیکھو میں بلند ہوں اس بات سے اور نیت یہ ہو کہ دیکھو یہ آدمی کیسا ذلیل ہے اور گھٹیا ہے- اور اس کے ساتھ اس بات کا خوف بھی دامنگیر ہو کہ یہ بات اس شخص تک نہ پہنچ جائے- یہ خوف دامنگیر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ چھپ کر حملہ کرنا چاہتا ہے- وہ جب موجود نہیں' پیچھے سے ایسا وار کرنا چاہتا ہے کہ جس کا وہ جواب نہ دے سکے- اگر یہ نیت ہو تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی مثال دیتے ہوئے قرآن کریم بیان فرماتا ہے (-) کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے- تم تو کراہت کرنے لگے ہو- دیکھو دیکھو تم یہ بات سنتے ہی سخت کراہت محسوس کرتے ہو- اب کیسی کراہت جبکہ عملاً اپنی زندگی میں تم نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے- جب اپنے بھائی اپنی بہن یعنی....... (صاحب ایمان) کے تعلقات کی بات ہو رہی ہے- سگے بھائی یا بہن کی بات نہیں- ان کے خلاف جب تم باتیں کرتے ہو تو مردے کا گوشت کھانے والی بات ہے لیکن کراہت کے ساتھ نہیں چسکے لے لے کر- تو مثال تو ایک ہی ہے ایک جگہ تم چسکے لیتے ہو- ایک جگہ تم کراہت محسوس کرتے ہو- یہ تمہاری زندگی کا تضاد ہے جو درست نہیں ہے- حالانکہ

باقی صفحہ ۷ پر

سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اس پر ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۲۷- فتح - ۱۳۷۳ ھش ۲۷- دسمبر ۱۹۹۴ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

بدی کی دو قسمیں ہیں- ایک خدا کے ساتھ شریک کرنا- اس کی عظمت کو نہ جاننا- اس کی عبادت اور اطاعت میں کسل کرنا- دوسری یہ کہ اس کے بندوں پر شفقت نہ کرنا- ان کے حقوق ادا نہ کرنے- اب چاہئے کہ دونوں قسم کی خرابی نہ کرو خدا کی اطاعت پر قائم رہو- جو عہد تم نے بیعت میں کیا ہے اس پر قائم رہو- خدا کے بندوں کو تکلیف نہ دو- قرآن کو بہت غور سے پڑھو- اس پر عمل کرو ہر ایک قسم کے ٹھٹھے اور بیہودہ باتوں اور مشرکانہ مجلسوں سے بچو- (-) غرضیکہ کوئی ایسا حکم الٰہی نہ ہو جسے تم ٹال دو- بدن کو بھی صاف رکھو- اور دل کو ہر ایک قسم کے بیجا کینے بغض و حسد سے پاک کرو- یہ باتیں ہیں جو خدا تم سے چاہتا ہے-

(۲) نفس تین قسم کے ہوتے ہیں- ایک نفس امارہ- ایک لوامہ- اور تیسرا مطمئنہ- پہلی حالت میں صم بکم ہوتا ہے- کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جا رہا ہے امارہ جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے- اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو معرفت کی ابتدائی حالت میں لوامہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے- اور گناہ اور نیکی میں فرق کرنے لگتا ہے- گناہ سے نفرت کرتا ہے مگر پوری قدرت اور طاقت عمل کی نہیں پاتا- نیکی اور شیطان سے ایک قسم کا جنگ ہوتا رہتا ہے- یہاں تک کہ کبھی یہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب ہوتا ہے- لیکن رفتہ رفتہ وہ حالت آجاتی ہے کہ یہ مطمئنہ کے رنگ میں آجاتا ہے- اور پھر گناہوں سے نری نفرت ہی نہیں ہوتی بلکہ گناہ کی لڑائی میں یہ فتح پالیتا ہے- اور ان سے بچتا ہے- اور نیکیاں اس سے بلا تکلف صادر ہونے لگتی ہیں- پس اس اطمینان کی حالت پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے لوامہ کی حالت پیدا ہو اور گناہ کی شناخت ہو- گناہ کی شناخت حقیقت میں بہت بڑی بات ہے-

(۳) انسان کا فرض ہے کہ اس میں نیکی کی طلب صادق ہو- اور وہ اپنے مقصد زندگی کو سمجھے- قرآن شریف میں انسان کی زندگی کا مقصد یہ بتایا گیا ہے (-) یعنی جن اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کرے- جب انسان کی پیدائش کی علت غائی یہی ہے تو پھر چاہئے کہ خدا کو شناخت کرے- جبکہ انسان کی پیدائش کی علت غائی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے اور عبادت کے واسطے اول معرفت کا ہونا ضروری ہے- جب بھی معرفت ہو جاوے تب وہ اس کی خلاف مرضی کو ترک کرتا اور سچا (فرمانبردار) ہو جاتا ہے- جب تک سچا علم پیدا نہ ہو کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا- دیکھو جن چیزوں کے نقصان کو انسان یقینی سمجھتا ہے ان سے بچتا ہے- مثلاً سم الفار ہے- جانتا ہے کہ یہ تو زہر ہے اس لئے اس کو استعمال کرنے کے لئے جرات اور دلیری نہیں کرتا- کیونکہ جانتا ہے کہ اس کا کھانا موت کے منہ میں جانا ہے- ایسا ہی کسی زہریلے سانپ کے بل میں ہاتھ نہیں ڈالتا- یا طاعون والے گھر میں نہیں ٹھہرتا- اگرچہ جانتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے منشاء سے ہوتا ہے- تاہم وہ ایسے مقامات میں جانے سے ڈرتا ہے- اب سوال یہ ہے کہ پھر گناہ سے کیوں نہیں ڈرتا-

اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ گم ہو گیا ہے بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں- اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں- اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں- مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو سارا زہریلا ہو جاتا ہے- اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (-) گناہ ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں- اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ و طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے- اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے- وہ تطہیر چاہتا ہے- اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے-

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے ارشادات کو پوری طرح سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سلسلہ میں شمولیت ہمارے لئے ہر طرح سے باعث برکت ہو اور ہم اس کے تمام اغراض و مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں-

---

تم نے کیچڑ اُچھال کر دیکھا
اپنا غصہ نکال کر دیکھا
سارا منظر عجیب تھا لیکن
ہم نے "جگرا" سنبھال کر دیکھا

ابوالاقبال

O

رہرو رہِ اُلفت پہ رواں اور بھی ہوں گے
ہاتھوں میں لئے ہدیۂ جاں اور بھی ہوں گے

اک تم ہی نہیں راہِ محبت میں پریشاں
محرومِ طلب غمزدگاں اور بھی ہوں گے

دعوئِ محبت بھی بہت خوب ہے لیکن
اُلفت کو پرکھنے کے نشاں اور بھی ہوں گے

سچ کہہ کے ضروری تو نہیں دل شکنی بھی
سچ بات کے اندازِ بیاں اور بھی ہوں گے

اِک تو ہی نہیں آج مرے حال پہ گریاں
کُچھ دیدۂ خونابہ فشاں اور بھی ہوں گے

مشکل ہی سہی منزلِ جاناں مگر اے دل
اس راہ میں قدموں کے نشاں اور بھی ہوں گے

غمہائے کم و بیش میں عمر اپنی گنوا دی
کُچھ سود و زیاں ہم نفساں اور بھی ہوں گے

بس ایک جھلک اے مرے دلدار کہ مجھ سے
کچھ لوگ گرفتارِ گماں اور بھی ہوں گے

آخر کوئی حد ہے بھی کہیں ظُلم و ستم کی
کہتے ہو ستم اور بھی ہاں اور بھی ہوں گے

دیوانگیٔ عشق سلامت ہے تو محمود
احوالِ غمِ عشق بیاں اور بھی ہوں گے

ڈاکٹر محمود الحسن

اصل رازق خدا تعالیٰ ہے- وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا- وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے- خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں- پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

مت اللہ شاکر

غیرتِ ایمانی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

۱۰۔ صحابہ کرام دین کے معاملہ میں اس قدر غیور واقع ہوئے تھے۔ کہ انتہائی خطرات کے وقت بھی غیرت ایمانی کا وصف ان کی زندگیوں میں نمایاں نظر آتا ہے۔ پہلے یہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت ابو فکیہؓ کو جو ایک غلام تھے ان کا آقا صفوان بن امیہ طرح طرح کی تکالیف پہنچاتا تھا۔ ان کے پاؤں میں رسی باندھ کر گلیوں میں گرم زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا۔ ایک دن اسی حالت میں ان کو گھسیٹ کر لے جارہا تھا۔ کہ راہ میں ایک گبریلا نظر آیا۔ صفوان نے ان کی دلازاری کے لئے کہا کہ تیرا خدا یہی تو نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قدر بے چارگی اور بے بسی کی حالت میں ایک با اختیار آقا کے سامنے اس کے غلام کا جواب دینا اور اس کی تردید کرنا جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے۔ آپ اگر چاہتے تو اس تمسخر پر خاموش رہ سکتے تھے۔ اور دل میں ہی برا ماننے پر اکتفا کر سکتے تھے۔ لیکن آپ کی غیرت ایمانی نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ یہ کلمہ سنتے ہوئے آپ کو اپنی تمام تکلیفیں بھول گئیں۔ اپنی بے چارگی و بے بسی کا احساس جاتا رہا۔ اور آپ نے فوراً جواب دیا۔ کہ میرا اور تیرا دونوں کا خدا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس پر صفوان کو سخت طیش آیا۔ اور اس نے اس زور کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا کہ آپ نیم مردہ نظر آنے لگے۔ آپ کا ایک بھائی بھی اس ایذا دہی کے وقت پاس تھا۔ مگر وہ بجائے آپ کے ساتھ کسی ہمدردی کے اظہار کے الٹا صفوان کو ایذا میں اضافہ پر ابھار رہا تھا۔

۱۱۔ عتبہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاندین کی صف اول میں تھا۔ جنگ بدر کے موقعہ پر وہ شمشیر بکف میدان میں نکلا۔ تو اس کے مقابلہ کے لئے اس کے فرزند حضرت ابو خدیفہ جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ آئے چنانچہ ان کی بہن ہندہ نے یہ دیکھ کر ان کی ہجو میں شعر پڑھے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تو بہت ناشکرا ہے۔ کہ جس باپ نے تجھے پال پوس کر جوان کیا۔ آج اس سے نبرد آزما ہو رہا ہے۔ مگر آپ نے ان باتوں کی مطلقاً کوئی پروانہ کی اور غیرت کے تقاضہ کو پورا کیا۔

۱۲۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب معاہدہ تحریر کیا جارہا تھا۔ کفار کے نمائندہ نے اصرار کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ "رسول اللہ" کا لفظ نہ لکھا جائے۔ اور آپؐ نے اس شرط کو منظور کرتے ہوئے حضرت علیؓ کو حکم دیا۔ کہ یہ جملہ مٹادیا جائے۔ باوجودیکہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ارشاد کی تعمیل اپنے لئے ذریعہ سعادت دارین سمجھتے تھے۔ مگر آپ کی غیرت ایمانی نے اس بات کو برداشت نہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اسے قلمزن کریں۔ اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے یہ جملہ کاٹ دیا۔

۱۳۔ حضرت خبیب کو جب مشرک شہید کرنے لگے۔ تو آپ نے نہایت اطمینان کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور ان سے کہا کہ میرا ارادہ تو نماز کو بہت طول دینے کا تھا۔ مگر اس خیال سے تم لوگ یہ خیال نہ کرو کہ میں موت سے ڈرتا ہوں اسے مختصر کر دیا ہے۔ اور پھر بعض شعر پڑھنے لگے۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ جب میں مسلمان ہو کر مرتا ہوں تو اس کا کیا خوف کہ میرا دھڑ کس طرف گرتا ہے اور سر کس طرف۔ یہ مرنا خدا کے لئے ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو میرے بریدہ اعضا پر برکت نازل کر سکتا ہے۔

۱۴۔ قریش کی ستم رانیاں صرف غریب اور بے کس مسلمانوں تک ہی محدود نہ تھیں۔ بلکہ صاحب اثر ورسوخ مسلمان بھی اس سے بچے ہوئے نہ تھے حتیٰ کہ حضرت ابو بکرؓ بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہ تھے۔ جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ تو حضرت ابو بکرؓ بھی ہجرت کے ارادہ سے نکلے۔ لیکن مکہ سے تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کہ ایک مشرک ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے دریافت کیا۔ کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے۔ اس نے کہا تم مفلس لوگوں کی دستگیری کرتے ہو۔ قرابت داری کا خیال رکھتے ہو۔ مہمان نوازی کرتے ہو۔ مصیبت زدگان کی امداد کرتے ہو۔ تمہارے جیسا آدمی جلاوطن نہیں کیا جا سکتا۔ تم واپس چلو اور میری امان میں رہو۔ چنانچہ آپ اس کے ساتھ واپس آگئے۔ ابن الدغنہ نے اعلان کر دیا۔ کہ میں نے ابو بکر کو امان دی ہے۔ اور قریش نے اسے تسلیم کر لیا۔ اور کہا کہ ابو بکر کو اپنے گھر میں نماز و قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اپنے مکان کے صحن میں نماز ادا کرتے۔ اور باآواز بلند تلاوت قرآن کریم کرتے تھے۔ قریش کو اس پر اعتراض ہوا۔ کیونکہ آپ کی آواز میں اس قدر رقت تھی اور تلاوت ایسے درد اور سوز کے ساتھ کرتے تھے کہ سننے والوں کے دل میں آپ کی پُرسوز آواز اتر جاتی تھی۔ اور قریش کو خطرہ تھا۔ کہ اردگرد کے گھروں میں رہنے والی عورتیں اور بچے اس سے متاثر ہو جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے ابن الدغنہ کے پاس شکائت کی۔ کہ ابو بکر بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔ جس سے ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے متعلق خطرہ ہے۔ کہ وہ متاثر نہ ہو جائیں۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ یا تو ایسا نہ کرو۔ اور یا پھر مجھے اپنی حمایت سے بری الذمہ سمجھو۔ حضرت ابو بکرؓ کی غیرت ایمانی نے کسی مداہنت کو گوارا نہ کیا۔ اور نہایت استغناء کے ساتھ اسے کہہ دیا کہ مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں۔ میرے لئے اللہ و رسول کی پناہ کافی ہے۔

۱۵۔ حضرت عمرؓ نے ۳۳ سال کی عمر یعنی جوانی میں اسلام قبول کیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمان نہائت بے بسی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ حضرت عمر ایمان لائے تو مشرکین کو جمع کر کے اعلان کیا۔ اس پر قریش کا بگڑنا ایک لازمی بات تھی۔ لیکن آپ کے رشتہ کے ماموں عاص بن وائل نے آپ کو اپنی پناہ میں لینے کا اعلان کیا۔ مگر آپ کی ایمانی غیرت نے اس آسرے کو پسند نہ کیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ درآنحالیکہ دوسرے مسلمان مشرکوں کے مظالم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ کسی کی پناہ کے باعث آرام کی زندگی بسر کروں۔ آپ نہایت جوانمردی کے ساتھ مشرکین کے مظالم کا مقابلہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی۔

۱۶۔ دینی غیرت نہ صرف مسلمان مردوں بلکہ عورتوں میں بھی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایمان اور اسلام کے لئے اپنی جانیں اور اپنی عزیز اولادوں کو نہائت جوش کے ساتھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں جب مسیلمہ کذاب

باقی صفحہ ۷ پر

مولانا شیخ مبارک احمد۔ امریکہ

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر

کچھ دن پہلے اخبار الفضل مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ذکر خیر کے سلسلے میں امریکہ میں ان کی دینی خدمات کا مختصراً ذکر تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشاد کی تعمیل میں قادیان چلے آئے اور امتحان کی پرواہ نہ کی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فرمانبرداری کی برکت سے ڈگریاں بھی امریکہ کے قیام میں ملیں اور خدمت دین کی بھی مقبول توفیق نصیب ہوئی۔

اس تسلسل میں حضرت مفتی صاحب کی بیان فرمودہ تین PS کا بھی ذکر آیا۔ ان تین PS کو پڑھ کر یاد آیا کہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق تھے۔ اور جنہیں خدا تعالیٰ کی عطا کردہ بصیرت و صلاحیت سے تقریر کا نہایت پیارا موہ لینے والا انداز نصیب تھا۔ ایک خاص لَے میں ان کا خطاب ہوتا۔ انھی کے ذریعہ دعوت الی اللہ کے فریضہ کی انجام دہی بذریعہ میجک لینٹرن شروع ہو گئی۔ افریقہ کے مغربی علاقہ میں ہزاروں کو بیک وقت احمدیت ان کے ذریعہ قبول کرنے کی سعادت و برکت ملی۔ جب مغربی افریقہ سے واپس آئے تو ۱۹۳۹ء میں ایک تقریب کے سلسلے میں جو مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہاؤس میں منعقد ہوئی۔ اور خاکسار مشرقی افریقہ سے رخصت پر آیا ہوا تھا۔ ہم دونوں کا آپس میں ملنا ہوا۔ بہت پیار سے بزرگانہ شان سے اس عاجز کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمانے لگے "لو مبارک مشرق اور مغرب آج اکٹھے ہو گئے" اسی انداز گفتگو میں اور بھی پیار کی باتیں ہوئیں اور اپنے تجربہ کی بناء پر پانچ PS کا ذکر کرتے ہوئے تاکید کی کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے بلکہ ان پانچ PS کے ساتھ تعلق و رابطہ قائم رکھا جائے۔ حضرت نیر صاحب کے بیان کردہ پانچ PS حسب ذیل تھے۔

(۱) پریس (۲) پولیس (۳) پوسٹ مین (۴) PHYSICIAN (5) PRIEST ان پانچ PS کے ذکر کے ساتھ مختصراً افادیت کا بھی ذکر کیا۔ ہر مربی کو ان پانچوں کے ساتھ رابطہ رکھنا کئی لحاظ سے اس کے دعوت الی اللہ کے کام میں پبلک ریلیشنز کے تعلق میں ضروری ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے تین PS کا ذکر تو پہلی دفعہ الفضل کے نوٹ میں اب پڑھا لیکن حضرت نیر صاحب کے پانچ PS کی یاد ۱۹۳۴ء سے رہی اور وقتاً فوقتاً خاکسار ان کی افادیت اور اہمیت سے مربیان سلسلہ کو بھی آگاہ کرتا رہا۔ بلکہ دو سال پہلے جامعہ احمدیہ کی ایک تقریب میں خاکسار نے اپنی تقریر کے دوران ان پانچ PS کا ذکر کیا۔ حتی المقدور اس عاجز نے حضرت نیر صاحب کے بیان فرمودہ پانچوں PS کو مد نظر رکھا فائدہ اٹھایا۔ ان پانچوں PS کے اعلیٰ طبقہ سے تعلق رہا۔

الفضل میں حضرت مفتی صاحب کے ذکر میں جب PS کا تذکرہ پڑھا تو خاکسار کو حضرت نیر صاحب یاد آئے اور ان کی ملاقات کا تذکرہ بھی یاد آیا۔ کیا بزرگ تھے۔

ابن العطاء

میرا کالم

صادقہ بشریٰ بنت مبارک احمد خالد جو ہمارے پولیسی اور عدالتی کارروائیوں کے کئی سال سے شریک کار ہیں گزشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ میں اپنے دفتر کے رفیق کار مکرم یوسف سہیل شوق صاحب کے ساتھ ان کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ بچی کا جنازہ تو ابھی گھر پر ہی پڑا ہے۔ خالد صاحب ایک اور جنازہ کی تدفین کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ دوستوں سے کچھ دیر بات ہوئی اور میں واپس آگیا لیکن دل میں خلش رہی کہ خالد صاحب سے ملاقات ہو اور روبرو تعزیت کرنے کا موقعہ ملے۔ اس سلسلے میں میری اہلیہ نے بھی اصرار کیا کہ ہمیں دوبارہ وہاں جانا چاہئے چنانچہ میں اپنی اہلیہ کے ساتھ مبارک صاحب کے گھر پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ خود تو گھر میں موجود نہیں ہیں ان کے ایک بیٹے نے ہمارا استقبال کیا بیٹھتے ہی اس نوجوان نے اپنی بہن کی تعلیمی استعداد کا ذکر شروع کر دیا اس وقت تک مجھے یہ بات ہرگز یاد نہیں تھی کہ اس بچی کا الفضل سے بھی رابطہ تھا۔ چنانچہ وہ ایک فائل لے آیا اور اس میں نہ صرف بچی کو ملنے والی مختلف مواقع کی سندات موجود تھیں بلکہ الفضل کے دفتر سے جاری کیا گیا ایک خط بھی موجود تھا جس میں یہ بات تحریر تھی کہ آپ کا مضمون مل گیا ہے۔ آپ اپنی علمی استعداد کا تعارف کروائیے اور یہ بھی لکھئے کہ یہ مضمون آپ نے خود لکھا ہے یا کسی اور سے لکھوایا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں اپنے مضمون نگاروں سے ہمیشہ متعارف رہنے کی کوشش کرتا ہوں کسی نئے مضمون نگار کا مضمون آئے تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کون ہے اور ان کی علمی استعداد کیا ہے اور انہوں نے یہ مضمون کس طرح لکھا ہے۔ یعنی خود تحقیق کر کے لکھا ہے یا کسی مضمون کا چربہ ہے ایسی باتیں معلوم کرنے کے لئے میں اکثر نئے مضمون نگاروں کو خطوط لکھتا رہتا ہوں۔ چنانچہ صادقہ بشریٰ کو بھی میری طرف سے ادارے نے ایک ایسا ہی خط لکھا۔ کہتے ہیں کہ جب یہ خط اس بچی کو ملا تو گھر میں مسکراہٹیں پھیل گئیں۔ کہنے لگی اپنی باجیوں سے اور اپنی امی سے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں لکھ دوں کہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی ہوں میں ایک ڈاکٹر ہوں۔ حالانکہ ابھی اس نے میٹرک کا امتحان ہی دیا تھا۔ اور میٹرک کا رزلٹ بھی ابھی نہیں آیا تھا۔ اب آپ یہ دونوں خط دیکھیں یعنی ادارے کا خط بھی اور وہ خط جو اس کے جواب میں صادقہ بشریٰ نے الفضل کے ایڈیٹر کو لکھا۔

مکرمہ صادقہ بشریٰ صاحبہ۔

محترم ایڈیٹر صاحب نے کہا ہے کہ آپ اپنا تعلیمی تعارف کروائیں نیز آپ یہ بتائیں کہ آپ نے مضمون خود لکھا ہے یا کہیں سے لیا ہے۔

والسلام

دفتر الفضل ربوہ

پیارے انکل!

خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہر آن خیروعافیت سے رکھے اور سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ کل مجھے دفتر الفضل کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں آپ نے مجھے تعلیمی تعارف کروانے کو کہا ہے نیز یہ کہ مضمون "بڑھاپا۔ رحمت یا زحمت" کے بارے میں استفسار کیا ہے کہ یہ میں نے خود لکھا ہے یا کہیں سے لیا ہے۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ میں نے اس سال نصرت گرلز سکول سے میٹرک (سائنس) کا امتحان دیا ہے۔ آپ سے اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہوں۔

آج کل چونکہ میں فارغ ہوں تو ان فارغ اوقات میں مختلف کتب کا مطالعہ کرتی رہتی ہوں جن میں سلسلہ کی کتب کے علاوہ سائنسی کتابیں حالات حاضرہ کے بارے میں کتابیں اور اسی قسم کی دیگر کتابیں شامل ہیں۔ مجھے مضامین اور کہانیاں وغیرہ لکھنے کا بہت شوق ہے اب اس شوق کو پورا کرنے کا بہترین موقعہ ہاتھ آیا تو میں نے الفضل میں مضمون لکھنے کا سوچا اس سے پہلے بھی میرا ایک مضمون بعنوان "وٹامنز" الفضل میں شائع ہوا۔ جماعت کے اخبار میں اپنا مضمون شائع ہونے پر مجھے بے انتہا مسرت ہوئی۔ اب میں نے ایک اور ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ یہ مضمون میں نے خود ہی حالات و واقعات کو مدنظر رکھ کر لکھا ہے۔

پیارے انکل! آپ کا کلام مجھے ہمیشہ بہت پسند آتا ہے۔ آپ کی زیر ادارت الفضل کا معیار بہت بلند ہوا ہے۔ ویسے تو الفضل میں تقریباً ہر قسم کے مضامین ہی شائع ہوتے ہیں لیکن میری تجویز ہے کہ خواتین کی دلچسپی کے مضامین بھی الفضل میں شائع کئے جائیں۔ مثلاً سلائی، کڑھائی، کھانا پکانا اور گھریلو ٹوٹکے وغیرہ۔ تو اس سے یقیناً خواتین کے لئے الفضل زیادہ کشش کا باعث بنے گا۔

جہاں تک اسے ملنے والی سندات کا تعلق ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ سائنس میلہ سال ۱۹۹۴ء: کے سلسلہ میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد نے عزیزہ کو جو سند افتخار عطا کی اس کا متن یہ ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ صادقہ بشریٰ بنت مبارک احمد خالد متعلمہ سیکنڈ ایئر کالج گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ نے زیر نگرانی معلمہ مس سرفراز صاحبہ بورڈ ہذا کے زیر اہتمام سائنس میلہ میں جھنگ کے مقابلہ کیمسٹری میں شامل ہو کر اول انعام حاصل کیا۔ یہ سند افتخار ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو عطا کی گئی۔

۲۔ یوم سائنس ۱۹۹۴ء: امتیازی سند کا متن درج ذیل ہے۔

اس موقعہ پر منعقدہ تقریبات میں شمولیت اور بالخصوص مضمون نویسی کے مقابلہ میں اپنی درجہ بندی میں دوم انعام پانے پر صادقہ بشریٰ گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ کو یہ سند دی گئی ہے یہ یوم سائنس پاکستان سائنس فاونڈیشن اسلام آباد کی طرف سے منایا جاتا ہے۔ سند کی تاریخ ۱۲۷ کتوبر ۱۹۹۳ء ہے۔

۳۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۹۳ء کو عزیزہ صادقہ بشریٰ کو ایک سرٹیفکیٹ عطا کیا گیا۔ جس کے ساتھ آپ کو پانچ سو روپے کا انعام بھی ملا۔

جہاں تک جماعتی سندات کا تعلق ہے وہ بھی متعدد مواقع پر ملتی رہیں۔

یہ بچی ایک ہونہار طالبہ تھی جسے نہ صرف کتابیں پڑھنے کا شوق تھا نہ صرف علم حاصل کرنے کا شوق تھا بلکہ حاصل کیا ہوا علم دوسروں کو دینے کا بھی شوق رکھتی تھی۔ ہر ایک شخص جو کسی اخبار میں مضمون لکھتا ہے وہ دراصل دوسروں کو اپنے علم میں شریک بناتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ دوسروں تک پہنچایا جائے۔ اور علم حاصل کرنے کا اصل مقصد بھی یہ ہے کہ جتنا آپ نے حاصل کیا ہے اس سے زیادہ دوسروں کو پہنچانے کی کوشش کریں۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ ہر لکھے پڑھے انسان کو کسی نہ کسی ایسے شخص کو جو لکھا پڑھا نہ ہو لکھنا پڑھنا سکھانا چاہئے۔ یہ تو ابتدائی بات ہے۔ لیکن مضمون نگاری اس سے بہت آگے کا اقدام ہے۔

دعا ہے کہ صادقہ بشریٰ کے والدین اور اس کے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے درجات بلند کرتا رہے۔

"اپنا گھر" پندرہ روزہ کے شکریہ کے ساتھ

سلمیٰ سلطانہ

ذہنی تناؤ کو غذا کے ذریعہ کم کریں

کیا آپ کبھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ زبان خشک ہو رہی ہے، دل کی دھڑکن بے رابط ہو رہی ہے، سینے پر دباؤ زیادہ محسوس ہو رہا ہے، سانس کھینچ کر لینا پڑتا ہے، اکثر اختلاجی کیفیت ہو جاتی ہے اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں؟ لیکن ان سب کے باوجود آپ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں کہ دوبارہ نان، نہاری، مرغ مصالحہ دار بھنا گوشت اس کے ساتھ سوفٹ ڈرنکس لیتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ اب کھانا صحیح طور پر ہضم بھی ہو جائے گا لیکن کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ آپ کی ناگفتہ بہ حالت آپ کے بے ترتیب اور بے وقت کھانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

آپ شاید یہ نہیں جانتے ہیں کہ آپ کے کھانے کا یہ انداز اندرونی طور پر اعضاء پر کیا اثر ڈالتا ہے۔ آپ کا معدہ و آنتیں اتنا بوجھ نہیں سہار سکتیں۔ جس کی وجہ سے دل پر بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ قبض کی شکایت ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح کی کیفیت زیادہ دن برقرار رہے تو بواسیر کی شکایت ہو جائے۔ بالفاظ دیگر ہماری بعض عادات، خاندانی حالات، ماحول کے اثرات غرضیکہ بہت سے عوامل ایسے ہوتے ہیں جو کہ ہماری صحت کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زندگی ان امراض سے محفوظ رہے تو آپ کو چاہئے کہ آپ ایسا راستہ اختیار کریں جو کہ مشکل بھی نہ ہو اور زیادہ خرچہ بھی نہ آئے اور ذہنی سکون بھی میسر ہو۔

اگر ہم ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو ہو سکتا ہے کہ قلبی امراض، ذیابیطس، گنٹھیا اور دوسرے موذی امراض سے نجات مل جائے اور آپ پر سکون زندگی گزاریں۔

پانی کی مقدار کو بڑھا دیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ گردے چوبیس گھنٹے کام کرتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ کم از کم ۱۶ سے ۱۸ گلاس پانی روزانہ استعمال کریں تاکہ آپ کے اعضاء دھل جائیں اور آپ کی جلد چمکدار ہو جائے، لیکن پانی استعمال کرنے سے پہلے اس کو ابال لینا ضروری ہے کیونکہ جو پانی ہم لوگوں کو ملتا ہے وہ ہزار فلٹر کر کے ملے لیکن وہ ایسا ہوتا ہے کہ جیسے لیمو کی سکنجبین اس لئے بہتر ہے کہ آپ اس کو ابال لیں، اس طرح آپ کے گردے اور جگر مختلف امراض سے بچ سکتے ہیں ورنہ جگر کا ورم اور گردے کی پتھری بہت عام ہے نیز ایک احتیاط یہ کریں کہ کھانے کے دوران اور کھانے کے بعد تقریباً دو گھنٹے تک پانی استعمال نہ کریں۔

باقی صفحہ ۷ پر

آپ کا خط ملا

آپ نے "الفضل" مورخہ ۱۷- دسمبر ۱۹۹۴ء میں میرا کالم کے تحت مکرم ڈاکٹر عبدالقادر صاحب بھٹی کا خط شائع کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "میں ایسے خطوط چھپا کے نہیں رکھتا۔ آپ لکھیں، مجھ پر تنقید کریں میں تو ان باتوں کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتا ہوں" اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ میں ذیل میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اسے بھی آپ اپنے وعدہ کے مطابق الفضل میں شائع کر کے اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کرکے دکھادیں گے۔

الفضل ایک جماعتی اخبار ہے اس کو آپ نے اپنا ذاتی اخبار بنالیا ہے اور اسے آپ نے اپنی ذاتی خودنمائی' خودستائی اور ذاتی نام و نمود کا ذریعہ بنالیا ہے۔ میرا اور میرے جیسے کئی احباب کا یہ خیال ہے کہ یہ طریق ہرگز درست نہیں ہے۔ آپ سے پہلے بھی کئی محترم ایڈیٹران جن میں بعض مشہور جماعتی شاعر بھی تھے۔ الفضل کو اپنی انتہائی وقیع تحریروں اور شعروں سے نوازتے رہے ہیں لیکن کبھی کسی نے اپنے متعلق مدحیہ خطوط اس طرح الفضل میں شائع نہیں کئے تھے جس طرح آپ کرتے رہتے ہیں۔

جہاں تک آپ کی شاعری کا تعلق ہے تو مجھے ایک دفعہ جماعت کے ایک نہایت ہی ذمہ دار عہدیدار نے کہا کہ ان کے شعروں میں بڑی انانیت پائی جاتی ہے اس لئے میں تو آپ کے شعر شاذونادر ہی پڑھتا ہوں۔

آپ یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ جیسے آپ اس اخبار کے Solo Writer ہیں۔ آپ کو یقیناً بہت سے احباب کے مضامین ملتے ہیں لیکن جن سے آپ کو محبت نہیں (اس خاکسار کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے) ان کے مضامین آپ حتی الوسع یا تو شائع نہیں کرتے یا اگر کبھی مجبوراً شائع کر بھی دیں تو اس طرح کانٹ چھانٹ کر شائع کرتے ہیں کہ ان کا حلیہ بگڑ جاتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تقریباً اڑھائی سال پہلے میں نے اپنی فوت شدہ بھاوجہ کے متعلق ایک مضمون آپ کو بھیجا تھا جو نہایت ہی متقیہ' متدیّنہ' مخلصہ' موصیہ اور غریبوں کی ہمدرد تھی۔ اس کی اولاد عام چندے باقاعدہ ادا کرنے کے علاوہ بلا مبالغہ ہزاروں بلکہ بعض اوقات لاکھوں روپے سلسلہ کو دیتے ہیں۔ آپ نے اس مضمون کو محض اس لئے شائع نہ کیا کہ وہ میری بھاوجہ تھیں جس پر میں نے آپ کو لکھا کہ آپ اس مضمون سے میرا نام اور تعلق کاٹ کر اسے شائع کر دیں لیکن آپ نے آج تک اسے شائع نہیں کیا۔ میرے متعلق آپ کی تنگ ظرفی کی یہ صرف ایک مثال ہے۔

آپ کا مضمون "کاغذی ہے پیرہن" آپ کی ذاتی خودستائی اور خودنمائی کا بہترین مظہر ہے۔ ایک دفعہ دفاتر تحریک جدید میں میری موجودگی میں یہ شکوہ ایک دوست نے کیا کہ سیفی صاحب نے فلاں مضمون شائع نہیں کیا تو اس پر ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ افسر نے یہ گرہ لگائی کہ "سیفیات ختم ہوں تو وہ مضمون شائع ہو" اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اس کالم کو بعض لوگ کیا سمجھتے ہیں؟۔

ایک دفعہ خاکسار تحریک جدید کے ایک اہم اور اعلیٰ عہدیدار کو ملنے گیا انہوں نے خصوصی چائے اور خورونوش سے میری عزت افزائی کی اور پھر باتوں باتوں میں مجھ سے کہا کہ آپ بھی الفضل میں مضمون لکھا کریں بس شروع میں سیفی صاحب کی کچھ تعریف و توصیف کر دیا کریں میں نے انہیں جواباً کہا کہ میں نہ تو ریاکار ہوں اور نہ ہی خوشامد پرست' میرا حال تو یہ ہے کہ جو کام مجھے دیا جاتا ہے میں اسے پوری محنت اور لگن سے کرتا ہوں اور اس کے بعد اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہوں۔

چند روز ہوئے مجھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ایک عہدیدار نے کہا کہ اس "کاغذی ہے پیرہن" میں آپ کا ذکر کیوں نہیں آتا حالانکہ آپ مغربی و مشرقی افریقہ کے چند سینیئر ترین مربیوں میں ایک نہایت ہی نمایاں مربی ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ سیفی صاحب ہم پر خصوصی مہربان ہیں اس لئے وہ میرا ذکر کیوں کریں گے؟ وجہ یہ نہیں کہ بعض اہم تقاریب میں بالخصوص سیرالیون میں میں ان کی تصاویر میں نہیں ہوں میں یقیناً ان کی خود لی ہوئی تصاویر میں موجود ہوں لیکن اگر وہ ان تصاویر کا ذکر کرنا پسند نہ کریں تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

آپ نے ایک دفعہ پرویز پروازی صاحب کا حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے متعلق ایک نہایت ہی گستاخانہ مضمون الفضل میں شائع کیا جس پر مولانا محمد منور صاحب نے ان کا تعاقب کیا جو آپ نے شائع کر دیا لیکن جو مضمون میں نے لکھ کر آپ کو بھجوایا اسے آپ نے شائع نہ کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ نے مولانا محمد منور صاحب کے مضمون کے بعد پرویزی صاحب کے دفاع میں پورا ایک اداریہ لکھ مارا جس پر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے آپ کو ڈانٹتے ہوئے ایک خط لکھا جو آپ نے محض اس لئے شائع کیا کہ آپ اس خط کو روک نہ سکتے تھے۔ یہ بھی آپ کی تنگ ظرفی کی ایک اور مثال ہے کہ آپ اپنے پسندیدہ احباب کے نہ صرف نامعقول مضامین شائع کر دیتے ہیں بلکہ ان کا دفاع بھی کرتے ہیں لیکن جن سے آپ کو محبت نہیں یا جو آپ کی خوشامد نہیں کرتے ان کے مضامین کو شائع کرنا آپ گوارا نہیں کرتے۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے اور ہماری غلطیاں ہمیں معاف فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد اسحٰق صوفی

۹۴-۱۲-۱۹

اس خط پر تبصرے کی ضرورت نہیں البتہ ایک دو حقائق پیش کرنا ضروری ہیں (۱) یادرفتگان اور دیگر کئی مضامین میں کئی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو آر ڈی ننس کی موجودگی میں شائع نہیں کی جاسکتیں۔ یادرفتگان میں خاص طور پر مضمون نگار عقیدت کی وجہ سے بہت سی ایسی باتیں لکھ دیتے ہیں کہ انہیں حذف کرنا پڑتا ہے

(۲) "کاغذی ہے پیرہن" کے ۲۴ دسمبر ۱۹۹۱ء میں شائع شدہ مضمون میں جس تصویر کا ذکر ہے اس میں سب سے نمایاں صوفی محمد اسحاق صاحب ہیں۔ یہ وہ تصویر ہے جس میں میں نے ذکر کیا ہے کہ سات مربی ہیں اور ساتوں نے پگڑی پہنی ہوئی ہے۔

(۳) صوفی محمد اسحاق صاحب کے ان مضامین میں سے جو عرب شعراء کے متعلق تھے اور ہفت روزہ لاہور میں شائع ہوئے تھے میں نے ازخود بعض مضامین لے کر شائع کئے ہیں۔ بلکہ ایک مضمون کا پروف الفضل کے دفتر میں پڑھے جانے کے بعد بھی صوفی صاحب کو بھیجا گیا تاکہ اس میں عربی اشعار کے سلسلے میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ اسی طرح صوفی صاحب کے فرنٹیئر پوسٹ میں متعدد شائع شدہ خطوط کا میں نے خود ترجمہ کرکے الفضل میں شائع کئے۔

(۴) گزشتہ دنوں میں نے اپنے چار پانچ انگریزی مسودات کی اشاعت کی اجازت کے لئے جب ناظر اشاعت محترم سید عبدالحی شاہ صاحب کی خدمت میں گزارش کی تو آپ نے ان کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے خیال میں آپ کو "کاغذی ہے پیرہن" پہلے چھپوانی چاہیئے۔ اس لئے کہ اس میں احمدیہ جماعت کی

باقی صفحہ ۷ پر

ہفت روزہ لاہور کا ایک اداریہ

آئین کا آٹھواں ترمیمی ایکٹ ۱۹۸۵ء

۲۴- اگست ۱۹۹۴ء کے اخبارات اپنی پیشانیوں پر یہ حوصلہ افزا خبر لے کر طلوع ہوئے کہ حکومت اور حزب اختلاف کے ارکان نے قومی اسمبلی میں ۲۳- اگست ۱۹۹۴ء کے واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا اور ایوان کی کارروائی کو افہام و تفہیم سے چلانے کی ضرورت پر زور دیا اور اس دوران میں دونوں جانب سے اتفاق رائے سے ایک خصوصی کمیٹی قائم کرنے کی منظوری بھی دی گئی جو دستور پاکستان کا جائزہ لے کر (آٹھویں ترمیم سمیت) تمام ترامیم کی تنسیخ اور ردو بدل کے بارے میں اپنی سفارشات ایوان میں پیش کرے گی۔

اطمینان آفریں ہے یہ بات کہ قومی اسمبلی کے ارکان کو بھی آئین کے تقدس کی بحالی کے لئے غورو فکر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اس خوشگوار احساس کا ملک کے تمام صائب الرائے محب وطن حلقوں میں خوش دلی سے خیر مقدم ہو گا۔ کیونکہ خاص طور پر "آٹھویں ترمیم" تو ہمارے خیال میں وطن عزیز کی پارلیمنٹ کے ارکان کی جمہوری غیرت کے لئے بھی چیلنج کا حکم رکھتی ہے۔

ہمیں دنیا کا کوئی ایسا ذمہ دار جمہوریت کے لئے غیرت رکھنے والا۔ مہذب ملک معلوم نہیں جہاں کبھی مارشل لاء کا عذاب نازل ہوا ہو۔ اور اس کے خاتمہ پر ملک میں قائم ہونے والی جمہوری حکومت اور اسمبلی نے (بحال ہوتے ہی) اس عرصۂ عذاب کی تمام کارروائیوں کو ناجائز اور بدنیتی و بددیانتی پر مبنی قرار دے کر کالعدم قرار نہ دے دیا ہو "سوائے پاکستان کے" جس کے آخری چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے کمال عیاری و فریب کاری سے پورے ساڑھے گیارہ سال تک پہلے اس ملک کی ہر آئینی اخلاقی' اسلامی سیاسی اور تہذیبی آبرو لوٹی۔ پھر اپنے آخری ایام میں اپنے جبرو تشدد' ناانصافی' بدنیتی بددیانتی اور بے ایمانی و عیاری پر مبنی تمام احکامات و ضوابط کو آئین کا حصہ بنا کر اس کے جمہوری تقدس کو ہمیشہ کے لئے مجروح کر دیا۔ آیئے ذرا آئین کے اس آٹھویں ترمیمی ایکٹ ۱۹۸۵ء کا پس منظرو پیش منظر کھنگال کر دیکھیں۔

تمبر ۱۹۸۵ء میں ضیاء الحق نے (جی ایچ کیو) کے ایک پرانے نیاز مند اور دوست "پیر صاحب آف پگاڑا" کے مشورہ پر سندھ کے ایک گمنام سیاست کار محمد خان جونیجو" کو پاکستان کا وزیر اعظم نامزد کرکے قومی سطح پر

باقی صفحہ ۷ پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

سابق صدر کارٹر کا دورہ بوسنیا

امریکہ کے سابق صدر مسٹر جمی کارٹر نے بوسنیا پہنچ کر ایک ایسا منصوبہ پیش کیا ہے جس نے پانچ مغربی ملکوں کے رابطہ گروپ کی طرف سے پیش کردہ امن منصوبے کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ ان ملکوں میں امریکہ بھی شامل ہے اور امریکہ اس منصوبے کا بڑی شدت سے حامی تھا اور سربوں کو بظاہر مجبور کرتا رہا ہے کہ وہ اس منصوبے پر عمل کریں۔ مسلمانوں نے اس امن منصوبے کو قبول کر لیا تھا۔

بوسنیا کے صدر علی جاہ عزت بیگووچ نے سابق صدر جمی کارٹر سے جو پہلی ملاقات کی اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ سابق صدر نے مجھے یقین دلایا ہے کہ سابقہ امن منصوبے میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

رابطہ گروپ نے جو منصوبہ پیش کیا تھا اس کے تحت مسلم بوسنیا اور کروشیا کی مشترکہ فیڈریشن کو ۵۱ فیصد اور سربوں کو ۴۹ فیصد علاقہ دیا گیا تھا۔ اس وقت سربوں نے ۷۰% علاقے پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اس منصوبے کی بنیاد یا اسے قبول کرو یا رد کردو کے اصول پر رکھی گئی تھی۔ اور جولائی میں یہ منصوبہ پیش کئے جانے کے بعد اسے سربوں نے رد کر دیا تو رابطہ گروپ نے سربوں کو سنگین نتائج کی دھمکی دی تھی۔ اس رابطہ گروپ میں امریکہ روس برطانیہ فرانس اور جرمنی شامل ہیں۔

بوسنین حکومت نے اس امر پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ اب مغربی ممالک سربوں کو مزید رعایتیں دینے پر آمادہ نظر آرہے ہیں اور انہوں نے اپنے طرز عمل سے سارے کے سارے منصوبے کو دوبارہ بحث کا موضوع بنا لیا ہے اور اس بات کو عملاً تسلیم کر لیا ہے کہ سارے نکات پر گفتگو ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس سے پہلے رابطہ گروپ کا نظریہ یہ تھا کہ پہلے منصوبے کو تسلیم کیا جائے پھر اس میں تھوڑی بہت تبدیلی پر بات چیت کی جاسکتی ہے۔

مسٹر جمی کارٹر نے سربوں کے ساتھ جس دستاویز پر دستخط کئے ہیں اس میں فوری جنگ بندی کرنے اور جارحانہ اقدامات کو روکنے کے سوال پر بات چیت کرنے کو کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سربوں کو یہ اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ بظاہر رابطہ گروپ کے امن منصوبے پر بات چیت کر سکتے ہیں مگر در حقیقت سارے نکات پر دوبارہ بات چیت کی جائے گی۔ سربوں کے لیڈر مسٹر کراڈزک نے امریکی ٹیلی ویژن سی این این کو بتایا کہ رابطہ گروپ کا امن منصوبہ وسیع پیمانے پر تبدیلیاں چاہتا ہے۔

مسٹر کارٹر کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ سرب معاملے کو جوں کا توں منجمد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ان کا بوسنیا کے ۷۲% رقبے پر قبضہ قائم رہے گا اور بات چیت کب تک جاری رہے گی اور اس کا کیا نتیجہ نکلے گا یہ کسی کو معلوم نہیں۔

ایک اور بات جو بوسنین حکومت کی ناراضگی کا سبب ہے یہ ہے کہ مسٹر کارٹر ذاتی طور پر یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ سربوں کے خلاف جو پابندیاں اقوام متحدہ نے عائد کر رکھی ہیں "اگر سرب جنگ بندی کا احترام کرتے رہیں تو ان پابندیوں کو اٹھا لیا جائے۔

یاد رہے کہ یہ پابندیاں سربوں کو رابطہ گروپ کا امن منصوبہ قبول کرنے کے دباؤ کے لئے عائد کی گئی تھیں۔

مسٹر جمی کارٹر کا بوسنیا کے بحران پر جو رویہ ہے وہ ان کی اس لاعلمی کی نشاندہی کرتا ہے جو بوسنیا کے مسئلے کی تفاصیل پر ان کو حاصل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بوسنیا کے تمام لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بغیر کسی نسلی امتیاز کے جہاں چاہیں رہیں۔ یہ بات بتاتی ہے کہ ان کو اس امر سے کوئی غرض نہیں کہ بوسنین مسلمانوں پر نسلی صفائی کے نام پر کیا کیا مظالم کئے گئے ہیں اور اس کے نتیجے میں دس لاکھ بوسنین گھروں سے بے گھر ہو چکے ہیں اور لاکھوں جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اس شدید اور صریح ظلم کی مذمت میں کارٹر کو ایک لفظ بھی کہنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اور آج بھی سربوں کے زیر قبضہ علاقوں سے بوسنین مسلمانوں کا اخراج جاری ہے اور آج بھی وہ گھروں سے بے گھر کئے جا رہے ہیں۔

بوسنین صدر عزت بیگووچ نے صدر کارٹر کے اس بیان پر بھی ناراضگی کا اظہار کیا ہے جس میں مسٹر کارٹر نے سربوں کے لیڈر کے اس بیان کو نہیں جھٹلایا کہ امریکی عوام کے سامنے تصویر کا صرف ایک رخ پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ عرصہ دو سال سے امریکہ سمیت ساری دنیا معاملے کی تفاصیل سے اچھی طرح واقف ہے۔

جمی کارٹر کا رویہ بھی افسوسناک ہے کہ انہوں نے سرب لیڈر کی کوششوں کی تعریف کی اور گویا سرب لیڈر کراڈزک کو امن کا سفیر بنا کر پیش کر دیا۔

اسرائیلی صدر کی تمنا

اسرائیل کے صدر ایزروائزمین نے مصر کے علاوہ دیگر عرب ملکوں سے بھی قریبی تعلقات کے قیام کی خواہش ظاہر کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شام کے ساتھ امن کا قیام اس وقت مشرق وسطی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اسرائیلی صدر مصر کا تین روزہ دورہ کر رہے ہیں تاکہ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں گرمجوشی پیدا کی جائے جو ابھی تک سرد مہری کا شکار ہیں۔ حالانکہ دونوں ممالک ۱۵ سال قبل امن سمجھوتے پر دستخط کر چکے ہیں۔

اسرائیلی صدر نے کہا کہ اب اصل مسئلہ یہی رہ گیا ہے کہ شام کے ساتھ کس طرح امن قائم کیا جائے۔ اگر ایک دفعہ یہ بات ہو جائے تو سارے مشرق وسطی کی صورت حال تبدیل ہو جائے گی۔

اسرائیل اور شام کے درمیان امن بات چیت گزشتہ فروری میں ہیبرون کی مسجد الخلیل میں فلسطینیوں کے قتل عام کے بعد سے معطل چلی آرہی ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان تعطل کی وجہ گولان کی پہاڑیوں سے اسرائیلی فوجوں کے انخلاء کے ٹائم ٹیبل پر عدم اتفاق ہے۔

مصر کا خیال ہے کہ اصل مسئلہ شام نہیں بلکہ اصل مسئلہ فلسطینی مسئلے کا پورا حل ہے۔ اس بارے میں اسرائیل کو چاہئے کہ وہ فلسطینیوں سے اپنا معاملہ صاف کرے اور ان کے ساتھ مکمل دوستی کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور کرے۔ فلسطین کے ساتھ انتخابات اور اسرائیلی فوجیوں کی دوبارہ تعیناتی اختلافی مسائل ہیں۔

پی ایل او کے سربراہ مسٹر یاسر عرفات اسرائیلی وزیر خارجہ سے بات چیت کر رہے ہیں تاکہ فلسطینیوں اور اسرائیل کی بات چیت میں پیدا شدہ تعطل کو ختم کیا جاسکے۔

بنگلہ دیش کا سیاسی بحران

بنگلہ دیش کی اپوزیشن کی طرف سے حکومت کے خلاف تیز و تند مہم بنگلہ دیش کے سیاسی بحران کا سبب ہے۔ عرصہ نو ماہ سے اپوزیشن کی جو مہم جاری ہے اس کو حل کرنے کے لئے بنگلہ دیش کی قومی اسمبلی کے سپیکر ایک اور کوشش کر رہے ہیں۔ مارچ ۱۹۹۴ء سے بنگلہ دیش کی اپوزیشن نے پارلیمنٹ کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ اور ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کر رہی ہے۔ اپوزیشن کا مطالبہ ہے کہ وقت سے پہلے انتخابات کروائے جائیں جبکہ حکومت اپوزیشن کے اس مطالبے کو ماننے پر آمادہ نہیں۔

بتایا گیا ہے کہ بحران کے حل کے بعض آثار نظر آرہے ہیں اور شاید بنگلہ دیش کی وزیر اعظم استعفیٰ دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ اگرچہ آزاد ذرائع سے ان قیاس آرائیوں کی تصدیق نہیں ہوئی۔

یہ بھی خیال کیا جا رہا ہے کہ وزیر اعظم ایک عبوری حکومت قائم کریں اور کابینہ میں اپوزیشن کو بھی نمائندگی دیں۔ اس سے قبل اپوزیشن شراکت اقتدار کی تجاویز مسترد کر چکی ہے۔ اپوزیشن عوامی لیگ نے دھمکی دی ہے کہ اگر وزیر اعظم نے ان کا مطالبہ تسلیم نہ کیا کہ انتخابات کو آزادانہ بنانے کے لئے عبوری نگران حکومت قائم کی جائے اور اس مقصد کے لئے آئین میں ترمیم کی جائے تو وہ پارلیمنٹ کی نشستوں سے مستعفی ہو جائے گی۔ اپوزیشن کا کہنا ہے کہ بیگم ضیاء کی قیادت میں آزادانہ انتخابات ممکن نہیں ہیں۔ جبکہ حکومت کا کہنا ہے کہ انہوں نے بہت سی مراعات کی پیشکش کی ہے لیکن اپوزیشن اپنے موقف سے ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہوئی۔

"کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلان

جو دوست یتامیٰ کی خبرگیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین صد روپے ماہوار سے سات صد روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔ اگر رقم مقامی جماعت میں ادا کریں تو اس کی اطلاع ذیل کے پتہ پر بھجوادیں۔

نیز احباب جماعت کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطاء فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔ (سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی دار الضیافت ربوہ)

توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مردہ نہ ہونے دو۔ کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تاکہ وہ بیکار نہ ہو جاوے اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے۔ اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بقیہ صفحہ ۳

کے ساتھ جنگ یمامہ پیش آئی- تو حضرت ام عمارہ اس مرزود کے فتنہ سے اسلام کو پاک دیکھنے کے لئے اس قدر بے تاب ہوئیں کہ اپنے نوجوان لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت خالد کے لشکر میں شامل ہوئیں اور اس کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں گئیں- اس جنگ میں حضرت حبیب کو شہادت نصیب ہوئی-

ایسے وقت میں کہ ان کا نوجوان لڑکا موت کی نیند سو رہا ہو ان کی کیا حالت ہو گی- وہ یقیناً جزع فزع اور نالہ وشیون سے آسمان سر پر اٹھا لیں گی- اور اپنے حواس بھی کھو دیں گی- لیکن اس زندہ جاوید خاتون کی ایمانی غیرت ملاحظہ ہو کہ اپنے فرزند کی لاش کو دیکھ کر کہا- کہ اس جنگ میں یا تو مسیلمہ قتل ہو گا اور یا پھر میں بھی اپنی جان دے دونگی- یہ کہا اور بارہ زخم کھائے ایک ہاتھ بھی کٹ گیا- مگر پیچھے نہ ہٹیں- اللہ تعالیٰ نے ان کی غیرت کو دیکھتے ہوئے ان کے مونہہ سے نکلی ہوئی بات کو پورا کر دیا- چنانچہ مسیلمہ اسی جنگ میں مارا گیا-

بقیہ صفحہ ۴

لفظ کولسٹرول ہر شخص جانتا ہے کہ یہ خطرناک ہو سکتا ہے اس کی مناسب مقدار ہماری صحت کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس سے اعصاب اور رگوں کو توانائی ملتی ہے لیکن اگر اس کی مقدار زیادہ ہو جائے تو نقصان دہ ثابت ہوتی ہے- بالفاظ دیگر اگر خون میں کولسٹرول زیادہ ہو جائے تو وہ شریانوں کی اندرونی سطح پر جمع ہو کر ان کا قطر کم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے اعضاء کو صحیح طور پر خون سپلائی نہیں ہو سکتا- خون کا دباؤ بڑھ سکتا ہے دل کے دورے کے امکانات ہو سکتے ہیں' تو کیا چیز یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم ایسی غذائیں کم کر دیں جو کہ ہمارے خون میں کولسٹرول کی مقدار زیادہ کرتی ہیں- یعنی حیوانی روغنیات کا استعمال کم کریں- آپ کو چاہئے کہ گردے' بھیجا' کلیجی' انڈے' بالائی مکھن' پنیر' گھی' کریم ان سب اشیاء کا استعمال کم کر دیں اور ان کے بدلے میں مچھلی استعمال کریں-

ماہرین کی رائے کے مطابق تیل والی مچھلی استعمال کرنے سے شریانوں میں خون نہیں جمتا' جوڑوں کے درد میں بھی افاقہ رہتا ہے اسی لئے بجائے گھی استعمال کرنے کے سورج مکھی کا تیل استعمال کریں' یا زیتون کا تیل استعمال کریں یہ خون میں کولسٹرول کی سطح کو کم کرتا ہے- انڈے اور مرغی کا استعمال بالکل کم کر دیں یا دیسی مرغی یا دیسی انڈہ ہی استعمال کریں- کیونکہ یہ حقیقت سب لوگ جانتے ہیں کہ جو مرغیاں گھاس پھوس کھا کر بڑی ہوتی تھیں وہ اب مصنوعی غذا کے ذریعے بڑی کی جاتی ہیں اور لوگ ان کے زیادہ استعمال سے کمزور اور دل کے مریض ہو جاتے ہیں-

اس لئے ضروری ہے کہ آپ بالکل سادہ زندگی اختیار کریں اور سادہ غذا استعمال کریں کوشش کریں کہ سبزیاں گھر میں اگائی جائیں تاکہ ان میں مصنوعی کھاد استعمال نہ ہو-

جسمانی صحت کی بحالی کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو بغیر دوا کے پر سکون نیند آئے لیکن ایسا ذرا کم ہی ہوتا ہے آج کل زمانے میں اس قدر افراتفری ہے کہ ہر شخص مالدار ہونے کے چکر میں گرفتار ہے اس کے اعصاب پر سکون نہیں رہتے اعصاب پر دباؤ بہت ہوتا ہے اس کو ختم کرنے کے لئے آپ مسکن ادویہ کا سہارا لیتے ہیں جس کو نگلتے ہی نیند کی وادی میں پہنچ جاتے ہیں یعنی سو جاتے ہیں لیکن صبح اٹھنے پر بھی پر سکون نہیں ہوتے بلکہ اعصاب تھکے ہوئے ہوتے ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ آج سے ہی نیند کی ادویہ بند کر دیں' ذہن کو پر سکون رکھیں اور یہ سوچیں کہ ہم نے قناعت پسندی اختیار کرنی ہے-

بقیہ صفحہ ۵

تاریخ کے وہ پہلو درج ہیں جو عام طور پر جماعت کے سامنے نہیں آتے میں نے گزارش کی کہ کتاب خاصی ضخیم ہو گئی ہے- ۷۴ تصاویر پر لکھ چکا ہوں- فرمانے لگے کہ میرا خیال ہے کہ ۱۰۰ کی تعداد مکمل کر لیں چنانچہ ان کے اس ارشاد پر میں نے مزید تصاویر پر مضامین لکھ کر سو کی تعداد مکمل کر دی-

نسیم سیفی

بقیہ صفحہ ۵

ایک عجیب وغریب تضاد پیدا کر دیا کیونکہ اس وقت قومی اسمبلی بھی موجود تھی- سول حکومت بھی اپنا کام کر رہی تھی اور مارشل لاء بھی جاری تھا-

ضیاء الحق نے مارشل لاء کے دوران ملک وملت سے کی گئی اپنی تمام زیادتیوں ناانصافیوں اور بددیانتی پر مبنی کارروائیوں کو جائز اور درست بنانے کے لئے جونیجو حکومت کی قومی اسمبلی میں آئین کا "آٹھواں ترمیمی بل" پیش کر دیا جو ۱۸ ستمبر ۱۹۸۵ء کو منظور ہو گیا- جس کی رو سے آئیکل نمبر ۲۷۰ الف کو اس بل کا حصہ بنا دیا گیا- چونکہ جونیجو حکومت کی کوئی سیاسی اور عوامی بنیاد نہیں تھی- اس لئے یہ بل واضح اکثریت سے منظور ہو گیا- اور ضیاء الحق نے ۱۱- نومبر ۱۹۸۵ء کو اس بل کی منظوری دے کر پارلیمنٹ سے اپنے تمام سیاہ کارنامے ختم کرالئے اور انہیں آئینی حیثیت دے کر اپنے تمام قومی جرائم پر پردہ ڈال لیا-

پھر ۲۳- مارچ کو ضیاء الحق نے منتخب صدر اور محمد خان جونیجو نے وزیر اعظم کی حیثیت سے اپنے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا جس کے بعد مرکزی و صوبائی حکومتیں تشکیل دی گئیں- ۳۰ دسمبر کو ضیاء الحق نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مارشل لاء اٹھانے کا اعلان کیا اور اس کے ساتھ ہی سیاسی جماعتیں بحال ہو گئیں- بعد ازاں محمد خان جونیجو نے پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہم جمہوریت کے سفر کا آغاز کر رہے ہیں اور آئندہ انتخابات قانون کے مطابق کرائے جاتے رہیں گے-

محمد خان جونیجو بہت بھولے اور ضیاء الحق بہت عیار تھا ان دونوں کا پیوند زیادہ دیر تک نہ چل سکا "اوجڑی کیمپ" کی تباہی کے ساتھ جو رموز درون پردہ آشکار ہوئے ضیاء الحق نے ان پر برہم ہو کر جونیجو صاحب کو چلتا کر دیا ان کی حکومت برطرف کر دی اور اسمبلیاں توڑ دی گئیں آیئے اب ذرا ایک نظر آرٹیکل نمبر ۲۷۰ الف پر بھی ڈال لیجئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جمہوریت کی بحالی کا جھانسہ دے کر ضیاء الحق نے آئین پاکستان میں اپنی تمام غیر آئینی- غیر قانونی اور بدنیتی پر مبنی کارروائیاں سمو کر اس کے تقدس کو کس کس طرح پامال کیا-

(۱) ۵- جولائی ۷۷ء کا اعلان صدر کے تمام احکامات- مارشل لاء ریگولیشن- مارشل لاء آرڈرز اور وہ تمام قوانین جو ۵ جولائی ۱۹۷۷ء اور اس آرٹیکل کے نافذ العمل ہونے کی تاریخ کے درمیان بنائے گئے ہوں کسی عدالتی فیصلہ کے باوجود اور آئین کی کسی دفعہ کے باوصف "جائز" تصور ہوں گے اور کسی بھی عدالت میں زیر بحث نہیں لائے جائیں گے-

(۲) وہ تمام احکامات اور ایسی تمام کارروائیاں جو ۵- جولائی ۱۹۷۷ء اور اس آرٹیکل کے نفاذ کے دوران کسی بھی شخص نے مارشل لاء احکامات یا اختیارات کے تحت جاری کئے ہوں یا عمل میں لائی ہوں جائز تصور ہوں گی اور انہیں کسی بھی عدالت میں زیر بحث نہیں لایا جائے گا-

(۳) صدر کے تمام احکامات اور تمام مارشل لاء ریگولیشنز آرڈرز جو اس آرٹیکل کے نفاذ کے وقت نافذ العمل تھے- اس وقت تک نافذ العمل رہیں گے- جب تک کہ "با اختیار اتھارٹی" ان کو منسوخ نہ کر دے-

(۴) ذیلی دفعہ میں بیان کی گئی کسی بھی کارروائی کی بنیاد پر کسی عدالت میں کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی-

(۵) ذیلی دفعات '۲' اور ۴ میں کی گئی تمام کارروائیاں "نیک نیتی" پر مبنی متصور ہوں گی-

(۶) ذیلی دفعہ نمبر ۱ میں بیان کئے گئے صدر کے تمام احکامات میں اسی طرح ترمیم کی جائے گی- جس طرح آئین میں ترمیم کی جاتی ہے- اب دیکھنا یہ ہے کہ ۲۳- اگست ۱۹۹۴ء کو حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے ارکان پر مشتمل "خصوصی کمیٹی" آئین کو ضیاء الحق کے مارشل لاء کے دور میں کی گئی تمام ناجائز اور بددیانتی پر مبنی کارروائیوں کو (جنہیں اس نے...... آرٹیکل ۲۷۰- الف کے تحت جائز قرار دلوا لیا تھا) آئین سے کالا" نکال دینے کی سفارش کر کے "جمہوری غیرت" کا ثبوت دیتی ہے یا نہیں!؟

(ہفت روزہ لاہور ۴- ستمبر ۹۴ء ص ۳)

بقیہ صفحہ ۱

دونوں کو ایک ہی پیمانے سے جانچنا چاہئے-

اس نصیحت اور اس مثال کے بعد پھر بھی انسان غیبت کے مزے اٹھاتا ہے- جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے بعض باتوں کی کراہت کو جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا- وہ مثال سنتا ہے ایمان لے آتا ہے- اللہ نے فرمایا ہے ٹھیک ہی ہو گا- لیکن جہاں تک' وہ سوچتا ہے' میری ذات کا تعلق ہے' مجھے تو مزا آرہا ہے- مجھے بھائی کے گوشت والی کراہت ذرا اس میں محسوس نہیں ہو رہی- جس کا مطلب ہے اس کا تناظر بدل گیا ہے- وہ جس پہلو اور جس زاویے سے چیزوں کو دیکھ رہا ہے وہ خدا کا پہلو نہیں خدا کا زاویہ نہیں ہے(-)

(از خطبہ ۱۸- نومبر ۱۹۹۴ء)

اپنا وعدہ وقف جدید عہدہ داران کو خود ادا فرماویں

ناظم مال وقف جدید

خبریں

ربوہ: 26 دسمبر-1994ء
صبح سے ہلکے بادل چھائے ہوئے ہیں
درجہ حرارت کم از کم 7 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ دہشت گردوں کے آگے نہیں جھکیں گے- چار جوانوں کے بزدلانہ قتل نے واضح کردیا ہے کہ امن وامان کی صورتحال کے پیچھے منظم ہاتھ کار فرما ہے- لیکن اس طرح قانون نافذ کرنے والے اداروں کا جذبہ ماند نہیں پڑ سکتا انہوں نے کہا کہ کوئی پاکستانی ایسا نہیں کر سکتا- اس طرح رینجرز کے قتل میں غیر ملکی قوتوں کے ملوث ہونے کا زیادہ امکان ہے کیونکہ کسی سیاسی گروپ سے تعلق رکھنے والا کوئی پاکستانی امن و امان قائم رکھنے والوں کو اس طرح قتل نہیں کر سکتا-

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خاں لغاری نے قائداعظم محمد علی جناح کے یوم ولادت پر اپنا پیغام دیتے ہوئے قوم سے کہا ہے کہ آیئے! آج ہم نسلی تنازعہ یا تفرقہ بازی کو خاطر میں نہ لانے اور باہمی اتحاد کا عہد کریں- مل جل کر ملکی ترقی کے لئے آگے بڑھنے اور فرقہ وارانہ اور سیاسی مفادات سے بالاتر قومی مفاد کے کام کرنے کا عہد کریں- انہوں نے کہا کہ قائداعظم کی تعلیمات کی راہ میں حائل ہونے والے کو عوام ہمیشہ کے لئے ناکام بنا دیں گے-

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کے سلسلہ میں ملک بھر میں مسیحی برادری نے کرسمس کی تقریبات عقیدت و احترام اور جوش و خروش سے منائیں- خصوصی دعائیں اور تقریبات کا انعقاد کیا گیا- ملک بھر کے اہم گرجوں میں خصوصی عبادتیں ادا کی گئیں اور پاکستان کی سلامتی اور خوش حالی کے لئے دعائیں کی گئیں-

○ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ اور قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف نے کرسمس پر اپنے پیغام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو مبارکباد پیش کی ہے- اپنے پیغام میں انہوں نے کہا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو امن کے لئے اجتماعی کوششیں کرنا ہوں گی- کیونکہ بدامنی آسمانی تعلیمات سے روگردانی کا نتیجہ ہے-

○ وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ مسیحی ہماری امانت ہیں- ہماری حکومت کی طرف سے اقلیتوں کو آئین کے مطابق مراعات دینے میں کوئی کمی روا نہیں رکھی جائے گی-

○ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا یوم ولادت ملک بھر میں روایتی عقیدت و احترام سے منایا گیا- ملک بھر میں عام تعطیل رہی- سرکاری نیم سرکاری' نجی و کاروباری ادارے بند رہے- اس موقع پر خصوصی تقریبات منعقد کی گئیں- ریڈیو- ٹی- وی نے خصوصی پروگرام پیش کئے- اخبارات نے بھی خصوصی ایڈیشن شائع کئے- جس میں قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا- مزار قائداعظم پر گارڈ کی تبدیلی کی تقریب ہوئی- اعلیٰ حکام اور دیگر لوگوں نے ان کے مزار پر پھولوں کی چادریں چڑھائیں-

○ وزیراعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ فرقہ واریت پھیلانے والے نہ تو ملک کے خیر خواہ ہیں اور نہ ہی اسلام کی کوئی خدمت کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ اسلحہ پر پابندی بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کو روکنے کے لئے لگائی ہے- خلاف ورزی کرنے والوں سے مذہبی یا سیاسی حیثیت کی بناء پر ہرگز کوئی رعائت نہیں کی جائے گی- دینی مدارس میں سائنس مضامین رائج کئے جائیں گے- علماء کے مشورے سے نصاب میں تبدیلی لائی جائے گی- انہوں نے کہا لاؤڈ سپیکر پر پابندی سے لوگوں کو سکون ملا ہے-

○ لاہور سے گجرات جانے والی ایک بس میں بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجہ میں ۲۰- افراد زخمی اور چار ہلاک ہو گئے- دھماکے سے بس کا پچھلا حصہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا-

○ پاکستان کے مشہور و معروف سماجی کارکن مولانا عبدالستار ایدھی نے کہا ہے کہ میرے مرنے یا مارے جانے کی صورت میں فاؤنڈیشن کے لئے وصیت نامہ تیار ہے انہوں نے کہا کہ لندن میں بیٹھ کر بہت کچھ سمجھنے کا موقعہ ملا ہے- میں فقیر ہوں اس لئے کسی سیاسی پارٹی یا قومیت و فرقہ پرستی کا لیبل مجھ پر نہ لگائیں-

○ وزیراعظم پاکستان بے نظیر بھٹو نے امریکی حکام سے کہا ہے کہ پاکستان امریکہ کو ایف-۱۶ طیاروں کی خرید کے لئے ۱ء۲۳۰- ارب امریکی ڈالر کی رقم ادا کر چکا ہے لیکن اسے ابھی تک طیارے نہیں ملے- اس لئے اگر امریکہ طیارے نہیں دینا چاہتا تو ہمیں ہماری رقم واپس کرے-

○ مسلم لیگ (جونیجو) کے صدر حامد ناصر چٹھہ اور پارٹی کے اعلیٰ عہدیداروں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ دیگر مسلم لیگوں کے ساتھ اتحاد کا کوئی فائدہ نہیں- اس لئے پگاڑا لیگ سے آئندہ جونیجو لیگ مذاکرات نہیں کرے گی- انہوں نے کہا کہ ایسے اتحادوں سے پی- ڈی- ایف حکومت کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا-

○ حکومت اور اپوزیشن میں مصالحتی کوششیں ابتدائی مرحلہ ہی میں ناکام ہو گئی ہیں- فوری انتخابات کے متعلق اپوزیشن کا موقف مسترد کئے جانے پر مزید بات چیت ختم کر دی گئی ہے- جس کے نتیجہ میں اپوزیشن سنجیدگی سے تحریک عدم اعتماد اور احتجاجی جلسوں کا پروگرام مرتب کر رہی ہے-

○ ڈسکہ میں اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک مرد اور عورت کو ہلاک کر دیا گیا- یہ دونوں اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ تین موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے ان کو ہلاک کر دیا- ملزم واقعہ کرنے کے بعد فرار ہو گئے-

○ مسجد حیدریہ فاروق آباد کے مؤذن فرزند علی کو قتل کر دیا گیا تھا اس کے قتل کے الزام میں سپاہ صحابہ شیخوپورہ کے دو رہنماؤں کو گرفتار کر لیا ہے اور کئی کے خلاف اس قتل کی منصوبہ بندی کے الزام میں مقدمہ درج کرا لیا گیا ہے-

○ سپاہ صحابہ کے مرکزی رہنماؤں نے کہا ہے کہ فاروق آباد میں مؤذن کے قتل سے ہماری جماعت کا کوئی تعلق نہیں- انہوں نے کہا سپاہ صحابہ قتل و غارت اور دہشت گردی پر یقین نہیں رکھتی اس لئے ہمارے خلاف یہ پراپیگنڈہ بند کیا جائے-

○ سابق نگران وزیراعظم غلام مصطفیٰ جتوئی نے کراچی کی صورت حال کو خطرناک قرار دیا ہے-

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کراچی کے گیارہ حلقوں میں دوبارہ الیکشن کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے- انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی کا بائیکاٹ ایم- کیو- ایم کا فیصلہ تھا- اس لئے ان کو اب اگلے الیکشن تک انتظار کرنا ہو گا-

○ کراچی میں شرپسندوں نے بنارسی مارکیٹ کو آگ لگا دی- تقریباً ڈھائی سو دوکانیں آگ کی لپیٹ میں آ کر جل گئیں- اور ایک مسجد بھی شہید ہو گئی-

○ تحریک جعفریہ کے صوبائی صدر علامہ سید افتخار حسین نقوی نے کہا ہے کہ تکفیر سازی اور اسلحہ پر مکمل پابندی سے فرقہ واریت کا مسئلہ حل نہیں ہو گا- انہوں نے کہا کہ حکومت کو دہشت گردوں کو کچلنے میں مصلحت سے مزید کام نہیں لینا چاہئے-

○ بھارت کی کابینہ میں وزیراعظم بھارت نرسیما راؤ کے بڑے حریف وزیر ارجن سنگھ نے بھی کابینہ سے استعفیٰ دے دیا ہے-

مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام: ۲۰ روپے، ۶۰ گرام: ۶۰ روپے، ۱۰۰ گرام: ۱۰۰ روپے
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن!
ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ
فون نمبر 212434-04524 فیکس 534

لیڈیز ہومیو کلینک
گلٹی، رسولی، پتہ و گردہ کی پتھری کا علاج بغیر آپریشن- نیز تمام جلدی امراض، تل مہاسے، چھائیاں، ایگزیما کے علاوہ بچوں اور عورتوں کے تمام امراض کا بفضل تعالیٰ شافی علاج کیا جاتا ہے-
اوقات کار: صبح 9-30 تا 1-30
شام 4-00 تا 6-30
ہومیو لیڈی ڈاکٹر عطیہ صدیقی
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

جدید فیشن کے سنگ
بشیر گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر کے اے بشیر
فون 211806

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
یکم جنوری 1995ء سے
ٹوفل (TOEFL) اور انگلش سپوکن کلاسز
طاہر اکیڈمی / کیمپس الاحمد کیمبرج اکیڈمی
رابطہ: مظفر احمد مجوکہ مینجنگ ڈائریکٹر
الاحمد کیمبرج اکیڈمی ربوہ
فون: 212407 - 794

کوٹھی برائے فروخت
نمبر 22/1 دارالعلوم غربی ربوہ- تین بیڈ روم ایک ڈرائنگ ڈائننگ- باورچی خانہ- باتھ فلش سسٹم- ایک برآمدہ- بجلی- سوئی گیس اور میٹھے پانی کی سہولتیں میسر ہیں- برلب پختہ ساہیوال روڈ
رابطہ کیلئے
ڈاکٹر محمد طارق خاں رانا ڈینٹل سرجن
کوٹھی 4/1 گلی نمبر 48 سیکٹر F-7/4
اسلام آباد
فون: 825150، 810376